بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمَّا بَعْدُ:

10: اسلام کے تین مرتبے، ارکان اسلام، رکن اور شرط میں فرق، نماز کی اہمیت، لاالہ الااللہ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت، کلمہ شہادت کی تفسیر

أصول الثلاثۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے پچھلے درس میں "الأصل الثاني" دوسرے اصل کا آغاز کیا تھا جس میں شیخ صاحب فرماتے ہیں "الأصل الثاني" (دوسرا اصل) "معرفة دين الإسلام بالأدلة" (دین اسلام کو جاننا دلیل کے ساتھ) "وهو الإستسلام لله بالتوحيد والإنقياد له بالطاعة والبراءة من الشرك وأهله وهو ثلاث مراتب" یہاں تک پہنچے تھے۔

"وهو ثلاث مراتب" (کہ اسلام کے تین مرتبے ہیں)۔ اور مرتبے کا لفظ رُتبۃ سے ہے اور رُتبۃ میں رینکنگ (ranking) ہوتی ہے کچھ کم، کچھ اُس سے زیادہ، کچھ اُس سے زیادہ۔ تو دین اسلام میں تین مختلف قسم کے رتبے ہیں، جو سب سے پہلا ہے وہ ہے اسلام کا، اس کے بعد جو اُس سے تھوڑا زیادہ ہے وہ ہے ایمان کا، پھر اس سے بڑا جو ہے وہ ہے احسان کا (ان رتبوں کی تفصیل ان شاء اللہ بیان کرتے ہیں جیسا کہ شیخ صاحب نے آگے بیان کیا ہے)۔ یہ تین رتبے

کون سے ہیں؟""الإسلام ، والإيمان، والإحسان"۔اس کی دلیل کیا ہے کہ یہ دین اسلام کے تین مرتبے ہیں شیخ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کہاں سے لے کر آئے ہیں یہ بات؟ حدیث جبریل علیہ الصلاۃ والسلام۔

صحیح مسلم کی روایت میں (اور یہ حدیث ان شاءاللہ آگے بھی بیان ہو گی) سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں (ایک انسان کے روپ میں آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں) کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ حدیث کے آخری الفاظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا آپ جانتے ہیں کون آیا تھا؟ (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہیں)۔ یہ جو آئے تھے یہ سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام تھے۔ کیوں آئے تھے؟ "يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ" (اس لیے کہ تمہیں تعلیم دیں تمہارا دین کیا ہے دین کے مسائل کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے)۔

تو دین اسلام تین چیزوں پر مشتمل ہے، اسلام، ایمان اور احسان، "وكل مرتبة لها أركان" (تین مرتبے ہیں اور ہر مرتبے کے اپنے اپنے رکن ہیں)۔ اور رکن کہتے ہیں کارنر اسٹون (Cornerstone) کو ستون کو بھی کہتے ہیں جس کے بغیر کوئی بھی بلڈنگ رہ سکتی ہے؟ قائم نہیں رہ سکتی، بغیر ستون کے کوئی بلڈنگ قائم نہیں رہ سکتی۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر مرتبے کا رکن ہے۔ یاد رکھیں ایک شرط ہوتی ہے اور ایک ہوتا ہے رکن، دونوں میں جو یکسانیت ہے کہ ان دونوں کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں ہو سکتی اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ رکن اس چیز کا حصہ ہوتا ہے اور شرط اس چیز کا حصہ نہیں ہوتا اس کے باہر ہوتا ہے۔ میں مثال دیتا ہوں وضو کی شرطیں یا نماز کی شرطیں اور نماز کے ارکان۔ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے وضو کرنا۔ وضو ہم کرتے ہیں نماز پڑھنے کے لیے لیکن وضو نماز کا حصہ نہیں ہے، اور رکن ہے رکوع کرنا مثال کے طور پر تو رکوع نماز کا حصہ ہے تو وضو شرط ہے اور رکوع جو ہے وہ رکن ہے۔ بغیر وضو کے نماز ہوتی ہے بغیر رکوع کے نماز ہوتی ہے؟ نہیں۔ تو شرط اور رکن دونوں میں یکسانیت کیا ہے؟ کہ دونوں کے بغیر اس چیز کا وجود نہیں رہتا۔

مثال کے طور پر ایک دوسری مثال لیتے ہیں ایک گھر ہے ایک یہ کمرہ لے لیں آپ، کمرہ یا گھر اس چیز کو کہتے ہیں جس میں ایک انسان رہ سکے آسانی سے۔ اب یہ جو چار دیواری اور چھت ہے یہ اس کمرے کی بناوٹ ہے اور اس کمرے کا حصہ ہے

، یہ رکن ہیں سارے (یہ چار کارنر بھی رکن ہیں، دیواریں، چھت، یہ سب رکن ہیں) لیکن جو گٹر سسٹم ہے، جو باتھ روم ہے، جو اے سی لگا ہوا ہے یہ چیزیں جو ہیں یہ گھر کے باہر کا حصہ ہیں لیکن اس کے بغیر گھر گھر نہیں ہوتا۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ وہ شرط ہے اور جو حصہ ہے وہ رکن ہے۔ بات

کلیئر ہوئی؟

شیخ صاحب (رحمۃاللہ علیہ) فرماتے ہیں "المرتبة الأولى" (پہلا مرتبہ) "الإسلام" (پہلا مرتبہ ہے اسلام کا)۔

اسلام کی تعریف کیا ہے (What is Islam)؟ اسلام کا جو لفظ ہے وہ دو روٹ ورڈز (root words) سے آیا ہے اصل میں دو لفظوں سے آیا ہے "سلام اور استسلام"، سلام یعنی امن و سلامتی اور استسلام یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا۔ امن و سلامتی ان لوگوں کے لیے ہے جو لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ آسان ہے کہ نہیں؟ اور یہ امن و سلامتی دنیا اور آخرت کی اگرچہ دنیا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

صحابہ کرام نے گردنیں اتاری ہیں اپنی، قربانیاں دی ہیں، تو سلامتی کہاں تھی؟ سلامتی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو کوئی چوٹ بھی نہ پہنچے، سلامتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دنیا اور آخرت کی کامیابی مل جائے یہ سلامتی ہے۔ کیونکہ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں نا امن کا اور سلامتی کا دین ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ پھر تلوا کیوں اٹھاتے ہو پھر جہاد کیوں کرتے ہو کیا قتل کرنے میں سلامتی ہے؟ جی ہاں، قتل کرنے میں سلامتی تب ہوتی ہے جب قتل کرنے والا اس شخص کو قتل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتا، نہ وہ خود امن و سلامتی میں آنا چاہتا ہے اور نہ کسی اور کو رہنے دیتا ہے تو ایسے شخص کا اس دنیا میں رہنا درست نہیں ہے لیکن اُس کے لیے بھی اسلام نے ضابطے رکھے ہیں، یہ نہیں کہ جو بھی شخص کفر اختیار کرے اس کی گردن اڑا دو، ہر گز نہیں! سب سے پہلے اسے دین کی دعوت دو سمجھاؤ کہ اسلام کیا ہے، اس کی غلط فہمی دور کرو۔

نہیں ماننا چاہتا اسلام کے دائرے میں نہیں داخل ہونا چاہتا دوسرا اسٹیپ کیا ہے؟ اسے کہو کہ جزیہ دے دو، کیونکہ یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس پوری کائنات میں رہنے کا حق بھی اُن لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکاتے ہیں جزیہ دینے سے آپ کا سر جھک جائے گا اور اسلام کی سربلندی ہو گی۔ اگر پھر بھی نہیں دینا چاہتا تو

تیسرے نمبر پر ہے تلوار۔اس لیے نہیں کہ تم مسلمان ہو جاؤ، کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ زبردستی مسلمان کرنے کے لیے ہی جہاد ہوتا ہے۔ نہیں میرے بھائیو! تلوار اس لیے ہے کہ اس کی گردن اکڑی ہوئی ہے، وہ نہ تو اسلام کو مانتا ہے اور نہ ہی اپنا سر جھکانے کے لیے تیار ہے اپنے ربّ کے سامنے بلکہ فتنے اور فساد کا سبب بننے والا ہے صرف اپنے لیے نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی تب ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ سَر اُس ربّ کے سامنے نہیں جھکے گا جس نے اسے پیدا کیا ہے(کافر کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اسے انسان اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کوئی جانور بنا دیتا، کوئی پتھر درخت بنا دیتا) جس ذات نے اس پر اتنے انعام اور احسان کیے وہ گن بھی نہیں سکتا تو اپنے ربّ کے ان سارے احسانات کو جھٹلاتا ہے اور جھٹلانے کے ساتھ ساتھ اپنا سر بھی جھکانا نہیں چاہتا تو اس لیے تیسرے نمبر پر تلوار ہے۔

اور یہ تلوار ہر انسان کے لیے نہیں ہے اس کی بھی شرطیں ہیں اس کے بھی ضوابط ہیں کہ جو کافر ہے اگر جزیہ نہیں دیا تو سَر اڑا دو، ہرگز نہیں میرے بھائیو! اس کے بھی ضوابط ہیں شریعت میں، ولی اُمر ہے مسلمان حکمران ہے اس کی اجازت ہونی چاہیے، طاقت ہونی چاہیے، مفسدہ اور مصلحت، اچھائی اور برائی دونوں کو بیلنس میں رکھ کر دیکھنا چاہیے کہ اچھائی کس میں ہے، اپنی مرضی سے افراتفری سے میرے بھائیو جہاد نہیں ہوتا۔ تو یہ اسلام جو ہے امن و سلامتی ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے آپ کو اپنے ربّ کے حوالے کر دیتے ہیں۔

اور شریعت کی اصطلاح میں اوپر لکھا ہے شیخ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے "الإستسلام لله بالتوحيد" (توحید سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا)۔

کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا ہے یہ دعویٰ ہے یہ دعویٰ سچا کب ہو گا؟ ایک شخص نماز پڑھتا ہے لیکن قبر کا طواف بھی کرتا ہے کیا اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا؟ نہیں کیا۔اس لیے سب سے پہلی جو شرط ہے وہ یہ ہے کہ توحید کو سمجھو، اس پر عمل کرو پھر باقی عبادات پر عمل کرو۔ جس نے سب سے پہلا اسٹیپ ہی چھوڑ دیا سب سے پہلی بنیاد ہی چھوڑ دی تو اس نے کیا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا ہے!

تو سب سے پہلے توحید کو سمجھو اس پر عمل کرو اس کے بعد "والإنقياد له بالطاعة" (پھر اپنا سر خم کر کے اپنے ربّ کی فرمانبرداری پر اتر آؤ)۔ اور فرمانبرداری میں عبادات اور معاملات سارے ہیں، جہاں پر اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ کے

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم آجائے وہاں پر سر جھک جائے۔"والبراءة من الشرك وأهله"(اور بَری ہو جانا، بیزار ہو جانا شرک سے اور شرک کرنے والوں سے)۔

اگر آپ نے ان تینوں چیزوں پر عمل کر لیا تو آپ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا مکمل طور پر، اب ہم اپنے آپ کو دیکھیں کہ کیا ہم واقعی اپنے آپ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر چکے ہیں کہ نہیں۔

1-توحید کو سمجھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے؟

2-اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر رہے ہیں؟ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق گزار رہے ہیں کہ نہیں؟

3-کیا شرک کو ہم نے سمجھا ہے اور شرک سے ہم نے نفرت کی ہے؟ اور مشرکوں سے کیا ہم نے بیزاری کا اعلان کیا ہے؟

اگر کیا ہے تو الحمدللہ آپ اسلام کے کمال کی طرف چل پڑے ہیں اور ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ آپ کا راستہ آسان کر دے گا اور آپ ایمان اور احسان کا درجہ آسانی سے پا سکتے ہیں۔

شیخ صاحب (رحمۃاللہ علیہ) فرماتے ہیں"فأركان الإسلام خمسة"(ارکان اسلام پانچ ہیں)۔اسلام کے ستون پانچ ہیں، اسلام کی اگر کوئی بلڈنگ ہے تو اس کے پانچ ستون ہیں اس پوری بلڈنگ کا قیام جو ہے ان پانچ ستونوں پر ہے اگر ان میں سے ایک نکل جائے تو بلڈنگ گر جاتی ہے۔یہ پانچ ستون کون سے ہیں؟

1-"شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ"سب سے پہلے یہ گواہی دینا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔

2-"وَإِقَامِ الصَّلَاةِ"اور نماز کو قائم کرنا۔

3-"وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ"اور زکوۃ دینا۔

4-"وَصَوْمِ رَمَضَانَ"اور رمضان کے روزے رکھنا۔

5-"وحَجِّ البَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ"اللہ تعالیٰ کے گھر کا بیت الحرام کا حج کرنا۔

یہ پانچ ارکان ہیں پانچ ستون ہیں اسلام کے اور سب سے پہلی بنیاد ان ستونوں کی جو ہے اور سب سے عظیم ستون جو ہے ان ستونوں میں سے وہ ہے کلمہ شہادت جس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو ہی سکتا۔

اسی ترتیب سے سب سے پہلے کلمہ شہادت ہے اور یہ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے ''بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ'' (کہ اسلام کی عمارت جو ہے وہ پانچ بنیادوں پر پانچ ستونوں پر قائم ہے)۔اور حدیث کے یہی الفاظ ہیں ''شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ ، وحَجُ البَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ''۔

اور یاد رکھیں یہ پانچ ستون جو ہیں (کلمہ شہادت کی تفصیل ابھی بیان کرتے ہیں ان شاءاللہ) یہ سارے کا سارا عقیدہ ہے (کلمہ شہادت جو ہے) اور باقی نماز، زکوۃ، روزہ اور حج، یہ عبادات ہیں اور ان میں سے اگر آپ تھوڑا سا غور کریں کلمہ شہادت کے بعد نماز کا ذکر کیا گیا اور نماز وہ عظیم عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال کرے گا قیامت کے دن عبادات میں سے سب سے پہلے۔سب سے پہلا سوال ہو گا عقیدے کے بارے میں قبر میں بھی اور میدان حشر میں بھی۔قبر میں جو تین سوال ہوں گے ''من ربك ؟ وما دينك ؟ ومن نبيك ؟'' یہ عقیدہ ہے۔اس میں نماز کا ذکر ہے؟اس میں جہاد کا ذکر ہے؟اس میں روزے کا ذکر حج کا ذکر ہے؟ نہیں ہے۔

تو عقیدہ میرے بھائی! سب سے آگے ہے جس کے عقیدے میں بگاڑ ہے چاہے وہ زندگی ساری نماز پڑھتا رہے، روزانہ روزے رکھتا رہے، اپنا سارا مال زکوۃ اور صدقات میں دے دے اور اپنی زندگی میں ساٹھ حج کیے ہوں لیکن اس نے توحید کو نہیں سمجھا اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس نے ساری زندگی گنوادی ہے اور اگر اس نے یہ شرک کیا ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر ہو گا ابو جہل، ابو لہب کے ساتھ اس کی یہ نمازیں یہ روزے کوئی کام نہیں آئیں گے تو اس لیے سب سے پہلے ہے کلمہ شہادت۔

پھر اُس کے بعد نماز ہے (کلمہ شہادت میں پاس ہو گئے ہو توحید میں پاس ہو گئے ہو پھر نماز ہے)۔سب سے پہلے عبادات میں نماز کا سوال کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کتنا غفور رحیم ہے اللہ تعالیٰ حکم دیں گے فرشتوں کو کہ میرے بندے کی نماز میں دیکھو (فرشتے دیکھیں گے) اگر پوری ہیں تو پوری لکھ دو اگر کم ہیں تو میرے بندے کے نوافل میں دیکھو اگر نوافل ہیں تو فرض پورے کر دو۔

کتنا عظیم اور رحیم اور کریم ربّ ہے سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندے سے کتنا پیار ہے کتنی رحمت ہے لیکن یہ بندہ ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے! جنت ایسی ہے جس کے بارے میں نہ کبھی کسی نے سنا ہے نہ کبھی کسی نے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال بھی آ سکتا ہے، کبھی نہیں! فِکشن(Fiction) کی دنیا پتہ نہیں کہاں پہنچ گئی ہے(جھوٹ کی دنیا)، خیالوں کی دنیا بہت آگے بڑھ چکی ہے جب سے کمپیوٹرز وغیرہ آئے ہیں لیکن اللہ کی قسم جنت کا وہ وصف تو کیا جنت کے ایک گھاس کے ٹکڑے کو بھی بیان نہیں کر سکتے وہ کہ جنت میں کیا ہوگا یا کیسا ہوگا!

اللہ تعالیٰ نے یہ تیار کر رکھا ہے اپنے بندے کے لیے اور ان بندوں کا یہ حال ہے کہ آپ دیکھیں فجر کی نماز کے وقت کتنے لوگ ہوتے ہیں! ابھی ادھر ہی دیکھ لیں آپ مشکل سے تین یا چار صفیں ہوں گی(الحمد للہ) ہماری طرف سے اتنی ہوتی ہیں الحمد للہ، لیکن آپ آدھے گھنٹے کے بعد دوبارہ روڈ پر دیکھیں، جب فجر کی نماز کے لیے جائیں گے آپ روڈ خالی بالکل سنسان ہوں گے، آدھے گھنٹے کے بعد دیکھیں آپ یہ روڈ بھر جاتے ہیں گلیاں بھر جاتی ہیں اسکول کا ٹائم شروع ہو جاتا ہے۔ ارے یہی لوگ کہاں تھے یہ مسلمان ابھی آدھے گھنٹے پہلے کہاں تھے؟! ڈیوٹی کے لیے جاگنا ہے اسکول کے لیے جاگنا ہے لیکن نماز کے لیے جاگ نہیں سکتے! اس کے باوجود بھی ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ اپنے ان بندوں کے لیے اپنے فرشتوں کو حکم دیتے ہیں اگر فرض نماز کم ہے تو نوافل میں دیکھو پوری کر دو۔ ارے جس کے فرض نہیں ہیں تو اس کے نوافل کہاں سے آئیں گے بے چارے کے! تو اس لیے نماز کا خاص اہتمام کرنا ہے۔

اس کے بعد "وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ ، وحَجِّ البَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ" ان تینوں میں ایک چیز یکساں ہے ایک چیز ملتی جلتی ہے کیا چیز ہے کوئی بتا سکتا ہے نماز کے علاوہ باقی جو تین چیزیں ہیں؟ استطاعت شرط ہے۔ استطاعت نماز کی شرط بھی ہے لیکن نماز یاد رکھیں کہ جب تک سانس چل رہی ہے اور عقل موجود ہے نماز ساقط نہیں ہوتی آپ نے نماز پڑھنی ہے۔ لیکن جو باقی تین رکن ہیں، روزہ ہے اگر مسافر ہے تو قضا ہو سکتا ہے بعد میں۔ زکوۃ ہے مال نہیں ہے تو معافی ہے کہ نہیں؟ حج ہے استطاعت نہیں ہے معافی ہے کہ نہیں؟ معافی ہے فرض ہی نہیں ہے لیکن نماز وہ عبادت ہے جب تک سانس چل رہی ہے حرکت نہیں ہے جسم میں، فالج کا مریض ہے حرکت نہیں ہے پڑا ہے لکڑی کی طرح پڑا ہے

عقل کام کر رہی ہے سانس چل رہی ہے اس کی عقل موجود ہے ہوش ہے (عقل کی بات کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ شرط ہے ہر عبادت میں، عاقل بالغ کہتے ہیں ہم تو عقل کا ہونا یہ شرط ہے عبادت کے لیے) تو اس پر نماز فرض ہے۔ اگر کوئی نہیں ہے وضو کرانے والا کیا کرے گا؟ وہ خود پڑا ہے اور حرکت نہیں ہے مکمل فالج ہے اس کو وضو کرانے والا بھی کوئی نہیں ہے نماز کا وقت ہو گیا، دوسری نماز کا وقت بھی ہو گیا پڑھ لے گا؟ پڑھ لے گا۔

میں وضو کی بات کر رہا ہوں وضو کرانے والا کوئی شخص نہیں ہے خود تو اس کو فالج ہے اور وضو اس نے کرنا ہے یہاں پر وہ نماز چھوڑ دے گا یا ؟ نماز پڑھے گا میرے بھائیو ! نماز نہیں چھوٹے گی ۔ کیوں؟﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾(التغابن:16)۔ وہ خود حرکت کر سکتا ہے؟ نہیں۔ کوئی اور ہے وضو کرانے کے لیے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔ تیمم کرانے کے لیے کوئی اور شخص ہے؟ مٹی سامنے رکھی ہے خود حرکت نہیں کر سکتا، نہ کوئی اس کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا دوسرا ساتھی ہے جو اس کو تیمم کروائے یا نماز پڑھوائے اور نماز کا وقت داخل بھی ہو گیا اور خارج بھی ہونے والا ہے تو اس پر نماز فرض ہے۔

تو اس لیے میرے بھائیو، نماز ایک بہت ہی عظیم عبادت ہے، کلمہ شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے ذکر کیا ہے کہ نماز ایک ہی راستہ ہے جس کے ذریعے سے آپ اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہو کر سر جھکا کر گفتگو کرتے ہو اگر آج یہ نماز نہ ہوتی تو ہم پتہ نہیں کیا ہوتے ہم پتہ نہیں کہاں بھٹک رہے ہوتے!

دیکھیں روزہ تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے گیارہ مہینے کیا کرتے ہیں، زکوۃ بھی سال میں ایک دفعہ مستطیع کے لیے جس کے پاس پیسہ نہیں ہے وہ کیا کرتا، حج بھی زندگی بھر پوری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے تو اپنے ربّ کے ساتھ طریقہ کیا ہے جڑنے کا؟ یہ نماز ہے اور نماز میں ہی کلمہ شہادت کی تحقیق ہوتی ہے پانچ مرتبہ صرف سورۃ الفاتحہ میں۔ سورۃ الفاتحہ کی تفسیر پڑھیں گزارش ہے میری دیکھ لیں کہ کلمہ شہادت کس طریقے سے سورۃ الفاتحہ میں نمایاں ہوتا ہے اور کس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہی ایک سورۃ الفاتحہ ہم صرف فرض نماز میں سترہ مرتبہ پڑھتے ہیں اور اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں ہے (سورۃ الفاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی)۔ آخر کیا حکمت ہے؟ یہ حکمت ہے جو ابھی کلمہ شہادت

پڑھاہے اس کی تحقیق اس پر عمل کرنے کے لیے یہ سورۃ الفاتحہ ہے، ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحہ:4) سورۃ الفاتحہ کی ایک ہی آیت میں یہ پیغام ہے۔ جس نے اس کو سمجھ لیا نا اس نے کلمہ توحید کلمہ شہادت کو سمجھ لیا، جس نے اس کو نہیں سمجھا واللہ دنیا اور آخرت کی اس کے لیے ناکامی ہی ناکامی ہے۔

شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں "فدليل الشهادة"۔ کلمہ شہادت کی دلیل کیا ہے ابھی شیخ صاحب نے یہ پانچ چیزیں بیان کی ہیں کہ ارکان اسلام پانچ ہیں اس کی دلیل تو ہم بیان کر چکے ہیں اب ایک ایک رکن کی الگ الگ دلیل دی کیا ہے یہ بھی شیخ صاحب بیان کر رہے ہیں، پہلا رکن ہے کلمہ شہادت۔ "فدليل الشهادة قوله تعالى" (کلمہ شہادت کی دلیل کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے) ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آل عمران:18) (اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم کرنے والا ہے ،اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (اللہ اکبر))۔

اس عظیم آیت میں اللہ تعالیٰ خود گواہی دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں اور ان کے علاوہ کس نے گواہی دی انسانوں میں سے سارے لوگوں نے دی؟ نہیں! اہل علم نے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی سارے اہل علم ہیں یاد رکھیں (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سارے اہل علم ہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہاں پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا لفظ استعمال نہیں کیا ﴿وَأُولُو الْعِلْمِ﴾ (سارے کے سارے اہل العلم، علماء)۔

اور یہ علماء مفسرین فرماتے ہیں کہ سب سے عظیم گواہی پوری کائنات میں یہ گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود گواہی دے رہے ہیں اپنی وحدانیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے گواہی دے رہے ہیں اور اولوا العلم، اہل علم گواہی دے رہے ہیں۔ جو جاہل ہیں وہ بے چارے گواہی نہیں دے سکتے کیونکہ گواہی کے لیے علم شرط ہے بغیر علم کے کوئی گواہی گواہی نہیں ہوتی، اور یہاں پر اللہ تعالیٰ نے جب علماء کے درجے کو بلند کرنا چاہا تو اس گواہی میں فرشتوں کے ساتھ اور اپنے ذکر کے ساتھ ان کو بھی شامل کر دیا۔

یاد رکھیں اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرتا ہے اسی عدل وانصاف کی بنیاد پر ہی یہ پوری کائنات قائم ہے ﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکھف:49) اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا عزیز حکیم ہے۔ اتنی طاقتور ذات ہے کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی کائنات میں اپنی مرضی نہیں کرسکتا بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے، کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نظام کو تبدیل نہیں کرسکتا اور اتنی طاقتور ذات ہونے کے باوجود بھی حکمت والا ہے۔

کچھ لوگ طاقتور ہوتے ہیں نا اپنی طاقت کو غلط استعمال بھی کرتے ہیں۔ نہیں دیکھا آپ نے؟! بہت سارے لوگ ہیں اپنی پوزیشن کو اپنی طاقت کو غلط استعمال بھی کرتے ہیں، جب کوئی مفاد نظر آتا ہے کہیں پر تو غلط بھی استعمال کرتے ہیں لیکن وہ ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ قوی ہیں عزیز ہیں حکیم بھی ہیں، کیونکہ آگے بات عدل وانصاف کی آئی ہے تو عدل و انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی عدل کر بھی تو سکے۔ اگر ضعیف کوئی انسان ہے تو عدل کرسکتا ہے؟ کوئی کمزور ذات انصاف کرسکتی ہے؟ تو انصاف کے لیے طاقت ہونی چاہیے نا اور طاقت کے ساتھ ساتھ حکمت بھی ضروری ہے تاکہ کسی کو یہ بدگمانی نہ ہو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ یہ جو ذات ہے چلو یہ عدل تو کرتی ہے لیکن کیا اس سے بڑی طاقتور ذات کوئی نہیں ہے جو اس کے عدل وانصاف کو روک سکے؟ کوئی بھی نہیں ہے وہی عزیز ہے۔

اچھا عزیز ہے مان لیا تو ہوسکتا ہے کبھی کبھی بغیر وجہ کے کسی کو تکلیف پہنچائے یا بغیر حق کے کسی کے ساتھ ظلم ہو جائے؟ ہرگز نہیں! یہ حکمت والے کا عمل نہیں ہے۔ تو عدل، عادل انصاف کرنے والی ذات بھی ہے عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔

کلمہ شہادت کے بارے میں ابھی شیخ صاحب (رحمہ اللہ) آگے بیان کر رہے ہیں "ومعناها" (کلمہ شہادت کا مفہوم کیا ہے معنیٰ کیا ہے) "لا معبود بحق إلا الله" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

اس کی دلیل کیا ہے ہم کہتے ہیں لا إلہ إلا اللہ یہ کلمہ توحید ہے اس میں واحد کا لفظ ہے؟ کلمہ توحید کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ توحید جو ہے مصدر ہے وحدہ کی، واحد سے لیا گیا ہے عربی زبان میں واحد ایک کو کہتے ہیں نا۔ جب ہم پڑھتے ہیں لا إلہ إلا اللہ واحد کہاں ہے واحد کا لفظ ہے اس میں؟ کلمہ تو عربی زبان میں ہے نا "لا إلہ إلا اللہ" واحد کا لفظ تو نہیں ہے اس میں

کلمہ توحید کیوں کہتے ہیں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ واحد کا لفظ ہوتا ''اللہ واحد'' مثال کے طور پر لیکن یہ لمبا پورا جملہ اتنا بڑا لا اِلٰہ اِلا اللہ کا حکمت کیا ہے؟ اور یہاں پر واحد کا لفظ موجود ہی نہیں ہے اور ہم کلمہ توحید کہتے رہتے ہیں؟

تو کیا خیال ہے جو لوگ کہتے ہیں کلمہ توحید ہے یہ لا اِلٰہ اِلا اللہ وہ سچے ہیں کہ نہیں؟ سچے ہیں۔ کیسے؟ یہ دین اسلام جو ہے نا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے عربی زبان کو چنا ہے اور عربی زبان جو ہے بڑی عظیم زبان ہے، یہ وہ زبان ہے جس کے زیر وزبر سے پورا مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے اور یہ ایسی زبان ہے کہ اگر ایک لفظ موجود ہے تو اس ایک لفظ کے معنی میں اور الفاظ اور صیغے بھی موجود ہیں۔

اب جیسے واحد ہے واحد کہتے ہیں ایک کو اب اس واحد کو ثابت کرنے کے لیے اور طریقے بھی ہیں جیسے میتھ (Math) میں دیکھیں آپ ٹیچنگ کرتے ہیں (وَن) 1 کیسے ہو گا؟ 1=1-2,1=2-3, 1=1×1۔ تو آنسر (answer) ایک (1) ہی ہے (one ہی ہے سارا ایک ہی ہے)۔ عربی زبان میں واحد کا لفظ جو ہے کچھ صیغے موجود ہیں جس پر تھوڑا سا اگر غور کیا جائے تو آنسر (answer) 1 نکلے گا۔ اب وہی صیغہ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر استعمال کیا ہے لا اِلٰہ اِلا اللہ، اگر اللہ تعالیٰ یہ فرما دیتا اللہ واحد (مثال کے طور پر) اللہ ایک ہے یہ آسان تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ یہ نہیں اس کو لا اِلٰہ اِلا اللہ کے صیغے میں بیان کر کے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے ایک چیز ثابت کرنا چاہتے ہیں جو اللہ واحد میں موجود نہیں ہے، وہ کون سی چیز ہے دیکھیں ذرا۔

ابھی میں کہتا ہوں کہ اس کمرے میں خالد موجود ہے کیا خالد کے ساتھ کوئی اور بھی ہے کہ نہیں؟ کوئی پتہ نہیں ہو بھی سکتا ہے نہیں بھی ہو سکتا لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ خالد اکیلا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس کمرے میں خالد کے سوا کوئی نہیں پھر ذہن میں کیا بات آئے گی؟ صرف خالد ہے خالد کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں۔

اب آتے ہیں اس صیغے کی طرف ''لا اِلٰہ'' (کوئی بھی معبود نہیں) ''اِلا اللہ'' (سوائے اللہ تعالیٰ کے)۔ پہلے سب کی نفی کر دیں جتنے معبود بھی موجود ہیں پوری کائنات میں، جس جس کی عبادت کی گئی سب کی نفی کریں گے کہ یہ عبادت کے لائق نہیں پھر یہی ساری کی ساری عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کر دیں گے تو یہ ہو گا ''اِلا اللہ''۔ اب پوری کائنات میں کس کس چیز کی عبادت کی گئی ہے؟ پتھر کی، درخت کی، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی،

فرشتوں کی،اولیاء کی،صالحین کی، قبروں کی، بزرگوں کی۔اب جب ہم کہتے ہیں ''لاإلہ إلا اللہ'' کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں کیا صرف پتھر اور درخت اس میں شامل ہیں یا سارے کے سارے معبودات؟ سارے کے سارے شامل ہیں جس کی عبادت کی گئی سارے کے سارے ہم نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں گواہی دیتا ہوں (جیسے ابھی گواہی کی بات آئی) کہ پتھر عبادت کے لائق نہیں، درخت عبادت کے لائق نہیں، انبیاء عبادت کے لائق نہیں، اولیاء عبادت کے لائق نہیں، یہ درند یہ پرند، یہ پانی، کچھ بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر ہم کسی کافر سے پوچھیں کہ آپ کس کی عبادت کرتے ہو کیا کہے گا؟ کسی کی بھی نہیں۔

تو ''لاإلہ'' جو پہلے الفاظ ہیں اس کا مطلب کوئی إلہ نہیں کوئی معبود نہیں، سب کی نفی ہے ''کوئی'' میں سب شامل ہیں یعنی کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ کافر بھی یہی کہتا ہے کہ کوئی خدا نہیں کسی کی عبادت نہیں کرتے ہم۔ جب ہم لاإلہ کہتے ہیں نا اب جس کی ہم نے نفی کی تھی وہاں پر نا وہ سارے کے سارے ختم ہو گئے ضائع ہو گئے اور ساری کی ساری عبادات جتنی بھی قسم کی عبادات ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، دعا، پکار، قربانی، نذر و نیاز، وہ ساری کی ساری صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ یہ صیغہ ہے جس میں صرف آنسر (answer) ہے واحد۔

لاإلہ إلا اللہ یعنی کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اگر کوئی بھی ذات اس کائنات میں موجود ہے جو عبادت کے لائق ہے اور وہ حق ذات ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ باقی جتنی بھی چیزوں کی عبادت کی گئی وہ باطل معبود تو تھے لوگ عبادت ان کی ابھی بھی کرتے ہیں لیکن کیا وہ حق معبود ہیں؟ نہیں باطل معبود ہیں۔ تو معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے توحید العبادۃ کو ثابت کرنے کے لیے اللہ واحد حالانکہ آسان لفظ تھے (اللہ واحد دو لفظ ہیں) وہ استعمال نہیں کیا بلکہ لاإلہ إلا اللہ استعمال کیا۔ لاإلہ إلا اللہ میں پوری کی پوری توحید کی اقسام شامل ہو جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے ربوبیت میں، الوہیت میں، اسماء وصفات میں اور اس کے سوا کوئی ہے بھی نہیں۔

جیسے میں کہتا ہوں کہ خالد ایک ہے تو کیا خالد جیسا اور کوئی نہیں؟ وہ بھی لوگ ہیں اس کی طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں، اٹھتے ہیں بیٹھتے ہیں بہت سارے لوگ ہیں لیکن جب میں اس کی خاصیت بیان کرنا چاہوں گا کہ خالد میں یہ جو صفت یہ اس

کے سوا کسی اور میں نہیں تو وہ اس میں سے خاص ہو جائے گا اس میں وہ اکیلا ہو جائے گا۔ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ نے یہاں پر جب اپنی عبادت کو خاص اہمیت دینا چاہی تو "لا معبود بحق إلا الله"۔ بات سمجھ آئی؟

اب یہاں پر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ معنی کیا ہے لا إلہ إلا اللہ؟ "لا معبود" (کوئی معبود نہیں) "بحق إلا الله" (اللہ تعالیٰ کے سوا) "وحده" (وہ واحد ہے)۔

اچھا، یہاں پر دو لفظ ہیں ایک معبود اور ایک حق لا إلہ إلا اللہ میں یہ چیز تو نہیں ہے۔ "لا إلہ إلا اللہ" معبود کا لفظ نہیں ہے اور حق کا لفظ نہیں ہے یہ کہاں سے آئے؟ اس کی دلیل قرآن مجید میں ہے یہ ایسے ہی نہیں آئے یاد رکھیں۔ کیونکہ یہ بنیادی علم ہے اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ہر چیز آنی چاہیے دلیل کے ساتھ۔

اب یہاں پر ہم دیکھیں کہتے ہیں "لا إلہ إلا اللہ" إلہ کا مطلب کیا ہے؟ اور اس إلہ کے مطلب کے اختلاف کی وجہ سے مختلف گروہ آئے ہیں۔

ایک گروہ نے کہا کہ إلہ کا مطلب ہے موجود یعنی لا موجود إلا اللہ یہ کون ہیں؟ یہ سارے کے سارے موجود جو ہیں جو وجود ہے سارا وہ ایک ہی ہے وہ ہے اللہ یعنی سب کچھ اللہ ہے اسے کہتے ہیں وحدۃ الوجود۔ وہ صوفی جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ سارا وجود ایک ہی ذات ہے وہ ہے اللہ۔ انہوں نے إلہ کا ترجمہ جو کیا وہ ہے موجود سے، لا إلہ إلا اللہ یعنی لا موجود إلا اللہ۔

دوسرا گروہ آیا انہوں نے کہا نہیں یہ بات درست نہیں ہے إلہ کا مطلب ہے ربّ یعنی خالق، رازق، مدبر، زندگی دینے والا موت دینے، نفع و نقصان کا مالک، مشکل کشا، حاجت روا یہ مطلب ہے إلہ کا۔ یعنی جب ہم کہیں گے لا إلہ إلا اللہ یعنی لا ربّ إلا اللہ، یعنی لا خالق لا رازق لا مدبر إلا اللہ (کوئی تدبیر کرنے والا نہیں، کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے)۔

تیسرے گروہ نے کہا دیکھیں یہ بات تو درست ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو اس لیے پیدا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو پیدا کیا ہے حاکمیت کے لیے تو إلہ کا مطلب ہے حاکمیت "لا حاکم إلا اللہ"، اس پوری کائنات میں قانون چلتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کا کسی کا چل نہیں سکتا، حکم اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے۔

ایک چوتھا گروہ آیا اس نے کہا کہ نہیں دیکھیں یہ بات درست نہیں ہے لا اِلٰہ اِلا اللہ کا مطلب ہے اِلٰہ کا مطلب ہے معبود "لا معبود اِلا اللہ" کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود بھی نہیں معبود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے باقی کوئی معبود نہیں ہے۔"لا معبود الا اللہ" تھوڑا غور کریں اس لفظ پر!

پانچواں گروہ آیا اور انہوں نے کہا کہ نہیں یہ سارے کا سارا غلط ہے لا اِلٰہ اِلا اللہ کا مطلب ہے "لا معبود بحق اِلا اللہ"۔

تو آیئے دیکھتے ہیں، پہلے تین تو غلط ہیں سارے کہ اِلٰہ کا مطلب نہ تو موجود ہے، نہ تو ربّ ہے نہ حاکم ہے معبود ہے؟ ہاں معبود ہے۔ لیکن جو کہتے ہیں لا معبود اِلا اللہ صحیح ہے کیا؟ نہیں۔ کیوں؟ اس میں شرک کی بُو آتی ہے اور وحدۃ الوجود کی بُو بھی آتی ہے۔ کیسے؟ کہ سارے کے سارے معبود اللہ ہی تو ہیں (جزاک اللہ خیر)، جس جس کی عبادت کی گئی وہ سب اللہ ہیں۔ جس نے پتھر کی کی وہ بھی اللہ ہے، جس نے نبی کی کی وہ بھی اللہ ہے، جس نے ولی کی کی وہ بھی اللہ ہے "لا معبود اِلا اللہ" اور یہی وحدۃ الوجود والوں کا نعرہ ہے۔

تو جو لا معبود بحق اِلا اللہ ہے یہ حق ہے ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (البقرۃ:111)۔ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ نہیں؟ پوچھتے ہیں۔

اب دلیل دیکھیں اِلٰہ اگر قرآن مجید میں اور عربی زبان میں مطلب ہے معبود قرآن مجید میں کہاں سے ہمیں ملے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ﴾ (ھود:26)۔ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں ﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ﴾، لَا کے سامنے ﴿لَّا﴾، اِلٰہ کے سامنے ﴿تَعْبُدُوْٓا﴾، اِلا کے سامنے ﴿اِلَّا﴾، اللہ کے سامنے ﴿اللّٰهَ﴾ تو اِلٰہ کا کیا مطلب ہوا؟ ﴿تَعْبُدُوْٓا﴾۔

دوسری آیت وہ اس کتاب میں بھی موجود ہے ایک صفحہ آگے پلٹیں "وقوله تعالى" ﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (آل عمران:64)۔

اس میں دیکھیں ﴿اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ ، (لا اِلہ اِلا اللہ اوپر لکھیں اور نیچے لکھیں یہ ﴿اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾)۔لَا کے سامنے ﴿لَّا﴾،اِلہ کے سامنے ﴿نَعۡبُدَ﴾ ((آپ اس کے اوپر لکھیں لا اِلہ اِلا اللہ ذرا ﴿اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ اوپر لکھیں،لَا کے اوپر ﴿لَّا﴾ لکھیں،﴿نَعۡبُدَ﴾ کے اوپر اِلہ لکھیں))﴿اِلَّا اللّٰهَ﴾ کے اوپر اِلا اللہ لکھیں اب اِلہ کا مطلب کیا ہوا؟ ﴿نَعۡبُدَ﴾۔

تو قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اشارتاً یہ بیان کیا ہے اور تحقیق کی ہے کہ اِلہ کا مطلب ہے معبود،عبادت۔ بات سمجھ میں آئی؟ عربی گرامر کے جو استاد ہیں جو بانی ہیں سیبویہ وہ بھی کہتے ہیں اِلہ کا مطلب معبود ہی ہے۔اِلہ کا مطلب معبود ہے ربّ نہیں ہے،حاکم نہیں ہے،موجود نہیں ہے،جن لوگوں نے یہ کہا ہے وہ غلطی پر تھے۔

اب بات آتی ہے حق کی حق کی دلیل کیا ہے؟ لا معبود بحق اِلا اللہ اب حق کی دلیل کیا ہے؟ معبود کی دلیل سمجھ آگئی اب حق کی دلیل کیا ہے؟ لا معبود بحق اِلا اللہ: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ﴾ (الحج:62)(اور اس لیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور جس کو بھی پکارا گیا اللہ تعالیٰ کے سوا وہ باطل ہے)۔

اور میں نے پہلے کہا تھا ﴿يَدۡعُوۡنَ﴾ "دعا" جب مطلق استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ عبادت۔یعنی جس کی بھی عبادت کی گئی اللہ تعالیٰ کے سوا وہ باطل ہے اور عبادت حق جو ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔تو اس آیت سے یہ واضح ہو کہ معبود برحق صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ۔یہ حق کی دلیل بھی قرآن مجید میں سے ہی واضح ہو گئی "لا معبود بحق اِلا اللہ"۔

لا الہ الا اللہ کے دو رکن ہیں (۱) لا اِلہ۔(۲) اِلا اللہ۔پہلا رکن ہے پہلا ستون ہے انکار، دوسرا ہے اقرار۔

اسی انکار اور اقرار سے یہ مسلمان مسلمان بنتا ہے،صرف انکار کفر ہے اور صرف اقرار بغیر انکار کے شرک ہے۔ سمجھ آئی کہ نہیں؟ صرف انکار کفر ہے میرے بھائی! جو کہتے ہیں کوئی ربّ موجود نہیں ہے دہریئے کیا کہتے ہیں؟ لا اِلہ۔دہریئے

کہتے ہیں کوئی ربّ ہے ہی نہیں کوئی معبود ہے ہی نہیں۔ کسی کو نہیں مانتے ناتوان کا نعرہ کیا ہے ؟لاالہ۔اور جو شرک کرتے ہیں وہ کہتے ہیں سب کچھ تو اللہ ہے"الا اللہ"۔ صرف الا اللہ کہتے ہیں ناکہ سب کچھ اللہ ہے سب کی عبادت کرو ۔ سجدہ قبر والے کو بھی کرو اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو بھی کرو کیا فرق پڑتا ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ تو انکار اور اقرار سے ایمان ہے توحید ہے اور یہ دو ستون ہیں لاالہ الا اللہ کے۔

"لا إله: نافياً جميع ما يعبد من دون الله"(یعنی میں نفی کرتا ہوں ہر اس معبود کی جس کی عبادت کی گئی اللہ تعالیٰ کے سوا) "إلا الله"(اور الا اللہ میں) "مثبتاً"(میں اثبات کرتا ہوں اقرار کرتا ہوں) "العبادة لله وحده"(ساری کی ساری عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے) "وحده لا شريك له"(اللہ تعالیٰ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں) "في عبادته"(اس کی عبادت میں) "كما أنه"(جیسا کہ بے شک) "لا شريك له في ملكه"(اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کے ملک میں)۔

اس کو سمجھا ہے ؟ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں عبادت میں جو اللہ تعالیٰ کا شریک عبادت میں بنانا چاہتے ہیں یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ پکارو اللہ تعالیٰ کو بھی اور غوث کو بھی تو پکار عبادت ہے اور قربانی دو اللہ تعالیٰ کے لیے بھی اور قربانی دو علی کے لیے بھی، تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ عبادت کا واحد مستحق ہے اور یہ تم لوگوں کے ذہن میں بات نہیں آرہی تم لوگ کہتے ہو کہ کوئی فرق نہیں دونوں ٹھیک ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ٹھیک ہے اور بزرگوں کے لیے بھی ٹھیک ہے لیکن یہ اچھی طرح سمجھ لو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب پوری کائنات کو پیدا کیا اس کا کوئی ساجھی تھا کوئی شریک تھا؟ کوئی نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اس وقت تمہارے معبودات میں کون سا تھا جس نے اللہ تعالیٰ کا ساتھ دیا کوئی موجود تھا؟ کوئی فرشتہ، کوئی نبی، کوئی ولی، کچھ بھی کوئی تھا؟ کوئی نہیں تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا واحد مالک ہے اسی طریقے سے ساری عبادات کا بھی واحد مالک ہے (اب سمجھ آئی کہ نہیں شیخ صاحب کیا بیان کرنا چاہتے ہیں) اگر تم مانتے ہو (اور سب مانتے ہیں) جب اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا تو اکیلا تھا جب اللہ تعالیٰ حساب لے گا تب بھی اکیلا ہے اور جنت اور دوزخ کا فیصلہ بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کرے گا کوئی اور کر سکتا ہے ؟ نہیں میرے بھائیو! اسی طریقے سے جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اکیلا مالک ہے تو عبادت کا بھی اکیلا مالک ہے

اگر یہ تمہارے ذہن میں آتی ہے بات تو وہ کیوں نہیں آتی پھر؟! وہ بھی آنی چاہیے۔

یہ تھے ارکان دو رکن ہیں، شرطیں کیا ہیں لاالہ الا اللہ کی جانتا ہے کوئی؟ آٹھ شرطیں ہیں اور ان شرطوں میں سے اگر ایک شرط نکل گئی تو لاالہ الا اللہ میں کمی واقع ہو گئی اور لاالہ الا اللہ کا فائدہ نہیں ہو گا اور یہ شرطیں میں ابھی بیان کرتا ہوں دلیل کے ساتھ ان شاءاللہ۔

1-"علم"، علم شرط ہے لاالہ الا اللہ کی یعنی لاالہ الا اللہ کا علم آنا چاہیے کہ مطلب کیا ہے۔ مطلب وہی ہے جو ابھی میں نے بیان کیا ہے دلیل کے ساتھ۔ تو علم کی دلیل کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:19)

(یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)

اور صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَن ماتَ وهو يَعْلَمُ أنَّه لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، دَخَلَ الجَنَّةَ" ((اللہ اکبر) جس شخص کی موت آئی اس حالت میں کہ وہ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں (جانتا ہے (علم) "يَعْلَمُ" وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) جنت میں داخل ہو گیا)۔

جنت میں داخل ہونے کے لیے میرے بھائیو کلمہ توحید ضروری ہے اور کلمہ توحید کے لیے یہ شرطیں ضروی ہیں، پہلے آٹھ شرطیں سمجھ لیں پھر میں اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔

(۱) علم ۔ (۲) یقین۔ (۳) اخلاص ۔ (۴) محبت ۔ (۵) سچائی ۔ (۶) انقیاد۔ (۷) قبول۔ (۸) کفر بالطاغوت ۔ یہ آٹھ شرطیں ہیں، تو علم کی دلیل میں بیان کر چکا ہوں۔

2-"الیقین"، یقین ہونا چاہیے ایسا یقین جس میں کوئی شک کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ جس نے شک کیا کہ لاالہ الا اللہ کا مفہوم یہ نہیں ہے وہ بھی ہو سکتا ہے موجود بھی ہو سکتا ہے، ربّ بھی ہو سکتا ہے، معبود یا حاکم بھی ہو سکتا ہے، فائدہ نہیں ہے۔

اس کی دلیل میں صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "لا يَلْقَى بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ" (("لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کلمہ شہادت جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے) کہ کوئی بھی شخص کوئی بھی بندہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے حساب کے لیے اس حالت

میں اس کی زندگی گزری ہو دنیا میں کہ اس نے کبھی شک نہیں کیا"لاالہ الااللہ پر اس کے مفہوم پر شک نہیں کیا یقین کے ساتھ تھا تو وہ جنت میں داخل ہوا)۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجتے ہیں اور یہ حکم دے کر بھیجتے ہیں"مَنْ لَقِيتُ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إلا اللَّهُ مُسْتَيْقِنًا بِهِ قَلْبُهُ بَشِّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ"((اللہ اکبر) اے ابوہریرہ! جاؤ اس دیوار کے پیچھے جتنے لوگ بیٹھے ہیں ان سے جا کر یہ کہو کہ جس نے بھی لاالہ الااللہ کی گواہی دی دل کے یقین کے ساتھ تو اس کو جنت کی بشارت دے دو میری طرف سے)۔

3-"اخلاص"، اور اس کی دلیل میں صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا اور پوچھنے والے سیدنا ابوہریرہ تھے (رضی اللہ عنہ)"مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا رَسُولَ اللهِ ؟"(وہ کون سا خوش قسمت انسان ہے جسے تیری شفاعت نصیب ہو گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟)۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ"جس نے لاالہ الااللہ خلوص دل کے ساتھ کہا ہو وہی میری شفاعت کا مستحق ہو گا قیامت کے دن)۔

4-"محبت"، محبت بھی شرط ہے لاالہ الااللہ کی، اس کی دلیل:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران:31)

((اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کہہ دیجئے ان کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا تمہیں پسند کرے گا)

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کی تو اس نے اللہ سے محبت نہیں کی، جس نے اللہ سے محبت نہیں کی اس نے کلمہ توحید سے بھی محبت نہیں کی۔ تو محبت میں کلمے سے بھی محبت ہو اور کلمہ پڑھنے والوں سے بھی محبت ہو کیونکہ اس وقت کلمے سے محبت ہو گی نا جب آپ جتنے بھی لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، (اور پڑھنے کا مطلب صرف زبان سے نہیں میرے بھائیو! عمل بھی ساتھ ضروری ہے سمجھ بھی ضروری ہے) تو پھر آپ کے لیے پوری کی پوری محبت اس کلمے کے لیے بھی ہو گی اور ان لوگوں کے لیے بھی جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں۔

5-"الصدق" (سچائی)۔اس کی دلیل میں صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ ، دَخَلَ الْجَنَّةَ"۔دیکھیں الفاظ دیکھیں ملتے جلتے ہیں سارے۔

"مَنْ قَالَ" (جس نے بھی کہا(عموم ہے)) "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔بشرطیکہ "صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ" (سچے دل سے،دل کی سچائی کے ساتھ) "دَخَلَ الْجَنَّةَ" (وہ جنت میں داخل ہو گیا)۔

یعنی جس نے دل کی سچائی کے ساتھ کلمہ پڑھا جنت میں داخل ہو گیا جس نے سچائی کے ساتھ کلمہ نہیں پڑھا جنت میں جا سکتا ہے وہ؟ نہیں! اگرچہ وہ زبان سے تو پڑھ رہا ہے لاالہ الااللہ لیکن سچائی نہیں ہے، محبت نہیں ہے، یقین نہیں ہے، علم نہیں ہے تو جنت بھی نہیں ہے۔جنت ہے؟ نہیں۔کیوں کیا میری مرضی سے کوئی جائے گا نہیں جائے گا میں اپنی بات کر رہا ہوں؟ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "دَخَلَ الْجَنَّةَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ"۔میری شفاعت کا مستحق ہو گا جنت میں داخل ہو گا کون ہو گا ہر کلمہ پڑھنے والا جیسے لوگ سمجھتے ہیں؟ نہیں! جو اس پر عمل کرتا ہے علم،یقین، محبت،اخلاص اور سچائی۔

6-"انقیاد"،انقیاد کا مطلب ہے کہ عملاً اس پر عمل کیا جائے سر خم کر کے اس پر عمل بھی کریں اور اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر:54)

(اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو انابت کے ساتھ)

7-"القبول"،اسے قبول بھی کرنا ہے۔سر خم کب ہو گا؟ جب قبول بھی زبان سے اور دل سے ہو گا،ایک شخص قبول نہیں کرتا تو وہ اپنا سر خم نہیں کر سکتا۔تو قبول بھی ضروری ہے اور قبول کے لیے دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ (الصافات:35)

(وہ یہ کہتے تھے جب انہیں یہ کہا جاتا کہ تم لاالہ الااللہ کہو ﴿يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ تکبر کرتے تھے)

اور جو تکبر کرتا ہے وہ قبول کرتا ہے؟ قبول نہیں کرتا قبول کو متکبر ہی ترک کر سکتا ہے۔ فرعون نے قبول کیا تھا؟ فرعون کو یقین تھا کیا خیال ہے ؟ تھا۔ دلیل کیا ہے ؟ ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ (النمل:14)(انہوں نے جھٹلایا تو ہے لیکن دل سے یقین تھا(کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور ربّ بھی اللہ تعالیٰ ہے))۔ فرعون کو بھی دیکھیں یقین تھا لیکن قبول کیا اس کو؟ قبول نہیں کیا۔ قبول نہ کرنے کی دلیل کیا ہے ؟ ﴿ظُلْمًا وَّعُلُوًّا﴾ اسی آیت میں (ظلم کیا اور علو، تکبر کیا)۔ اس کی وجہ سے اس شخص نے جب قبول نہیں کیا تو یقین کا بھی فائدہ تھا کوئی؟ کوئی فائدہ نہیں تھا۔

8-"الکفر بالطاغوت"، جس کی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی گئی ان سب کا انکار کرنا، اس کی دلیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾

(البقرۃ:256)

(اور جس نے بھی طاغوت سے، ہر باطل معبود سے انکار کیا (کفر کا مطلب انکار بھی ہوتا ہے) سب کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے عروۃ الوثقی کو اس مضبوط کڑے کو تھام لیا)

یہ آٹھ شرطیں ہیں جو میں نے بیان کی ہیں ان کی دلیل تو ابھی آیات میں میں نے بیان کی ہے (احادیث اور آیات میں) اس کی کوئی عقلی دلیل بھی ہے؟ اہل سنت والجماعت جب قرآن اور سنت سے دلیل بیان کر دیتے ہیں تو پھر عقلی دلیل بھی مخالفین کو دیتے ہیں جو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے ہیں۔ کوئی ہے دیکھتے ہیں (میں جس طریقے سے بتاؤں آپ سنتے رہیں ان شاء اللہ آپ کو یاد ہو جائے گا اگرچہ آپ کو یہ بھول جائیں)۔

''أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللهُ''، اشھد میں یادرکھیں گواہی دیتا ہوں۔ گواہی کون دیتا ہے؟ گواہی دوچیزوں پر مشتمل ہے دو شرطوں ہیں، زبان کا اقرار اور دل سے یقین یہ گواہی ہوتی ہے۔ گواہی کے لیے زبان کا اقرار اور دل کا یقین۔ یقین کے لیے کیا ضروری ہے؟(ا)''علم''۔ بغیر علم کے یقین ہوتا ہے؟ تو علم سب سے پہلی شرط ہے۔ (۲)''یقین''۔ گواہی کے لفظ سے اشھد کے لفظ سے میں بیان کر رہا ہوں پہلی شرط کیا تھی؟ علم تھی، اور دوسری یقین۔

اور لاالٰہ الا اللہ اس کا نچوڑ کیا ہے؟ اخلاص۔ اخلاص کا کیا مطلب ہے؟ میرے بھائی خالص دودھ کون سا ہوتا ہے؟ جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو جو صاف ہو۔ خالص عبادت کون سی ہوتی ہے؟ جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ تو لاالٰہ الا اللہ کیا ہے؟ ''لا معبود بحق الا اللہ'' تو یہاں پر خلوص آ گیا لاالٰہ الا اللہ کے لفظ، جملے سے اخلاص آ گیا۔

اخلاص کے لیے کیا ضروری ہے؟ سچائی۔ کیوں؟ جھوٹ بھی لوگ بولتے ہیں نا؟ اخلاص کے لیے سچائی ضروری ہے۔

سچائی کے لیے کیا ضروری ہے؟ اخلاص کے لیے اس سے پہلے کوئی چیز ضروری ہے ترتیب کیا میں نے بیان کی تھی؟ اخلاص ہے پھر محبت ہے میرے بھائی۔ بغیر محبت کے اخلاص نہیں ہوتا اور بغیر اخلاص کے محبت نہیں ہوتی تو دونوں لازم اور ملزوم ہیں۔

محبت کے لیے کیا ضروری ہے جھوٹی محبت ہوتی ہے کہ نہیں؟ تو کیا ضرورت ہے؟ سچائی ضرورت ہے۔ سچائی بھی آ گئی (الحمدللہ)۔

باقی کیا بچا؟ (پانچ ہو گئے) باقی انقیاد اور قبول ہے۔ جس نے علم بھی رکھا، یقین بھی کیا اور اخلاص بھی ہے، محبت بھی ہے، سچائی بھی ہے لیکن قبول نہیں ہے تو سچائی کے لیے انقیاد ضروری ہے اور انقیاد کے لیے قبول ضروری ہے۔ انقیاد کا مطلب ہے اپنے آپ کو حوالے کر دینا، سر خم کر کے تسلیم کر کے فرمانبرداری کرنا، یہ انقیاد کا مطلب ہے۔ اور جب تک قبول نہیں ہو گا دیکھیں انقیاد جو ہے فعل ہے عمل ہے یعنی ایک محبت تو کرتا ہے لیکن عمل نہیں ہے۔ سچائی کیسے ثابت ہوتی ہے محبت میں؟ سچائی بھی شرط ہے سچائی زبان سے ہوتی یا عمل سے ہوتی ہے؟ عمل اور عمل انقیاد ہے اور عمل جو انقیاد ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ قبول بھی ہونا چاہیے بغیر قبول کے کوئی عمل کرے تو اس کا عمل صحیح نہیں درست نہیں ہوتا۔

تو یہ سات شرطیں ہو گئیں، آٹھویں شرط کفر بالطاغوت۔ یہ کہاں سے لیا گیا؟ لاإلہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو یہ آٹھ شرطیں ہیں اس طریقے سے آپ ان شاءاللہ یہ پڑھیں۔

4-آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں"وتفسيرها"۔اب کلمہ شہادت سے جن چیزون کا تعلق ہے وہ چار چیزیں ہیں(۱)تعریف کیا ہے معنی کیا ہے کلمہ شہادت کا؟(۲)اس کے ارکان کیا ہیں؟(۳)شرطیں کیا ہیں؟(۴)تفسیر کیا ہے ؟اب تفسیر یہ شیخ صاحب یہاں پر بیان کر رہے ہیں۔ یہ ابھی صرف پہلا حصہ ہے أشھد أنّ لاإلہ إلااللہ، ابھی أشھد أنّ محمداًرسول اللہ آگے بیان ہو گا ابھی اسی کی بات ہو رہی ہے۔

"وتفسيرها"((شیخ صاحب فرماتے ہیں)اوراس کی تفسیر یعنی کلمہ شہادت کی تفسیر)"الذي يوضحها"(جو اس کی وضاحت کرتا ہے)"قوله تعالى"(ارشاد باری تعالیٰ ہے)۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ جو ابھی آیات بیان کریں گے شیخ صاحب یہ آیات یہ کلمہ شہادت کی تفسیر بیان ہو رہی ہے کہ واضح معنی کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ (الزخرف:26-28)(اور جب سیدنا ابراہیم(علیہ الصلاۃ والسلام) نے فرمایا اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے)﴿إِنَّنِى﴾ (بے شک میں)﴿بَرَآءٌ﴾(میں بَری ہوں(میں بیزار ہوں))۔ کس چیز سے؟﴿مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ (ہر اس چیز سے جس کی تم عبادت کرتے ہو)﴿إِلَّا الَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ﴾ (سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا بے شک وہی مجھے ہدایت دے گا)﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾(اور سیدنا ابراہیم نے اسی کلمے کو(یعنی کلمہ توحید کو))﴿كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً﴾ (اپنی اولاد کے لیے یہی چھوڑ دیا(اسی کلمے کو چھوڑ دیا اور پوری قوم میں یہ بات سمجھا دی کہ اسی کلمے پر عمل کرنا اگر نجات چاہتے ہو))﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (ہو سکتا ہے کہ وہ شرک سے باز آ جائیں)۔

اچھا یہاں پر تفسیر شیخ صاحب نے بیان کی ہے تفسیر کہاں ہے؟ تفسیر میں شیخ صاحب دو آیتیں لے کر آئے ہیں ایک یہ آیت ہے دوسری آیت نیچے ہے لیکن یہ مجھے بتائیں کہ اس میں تفسیر کہاں ہے؟ اب لاالٰہ الا اللہ اور اس آیت کو دیکھیں کچھ ملتی جلتی چیز ہے؟ یہ بَری ہونا"لاالٰہ "لاالٰہ کا مفہوم کہاں پر آیا؟ ﴿إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ میں بَری ہوں ہر معبود سے یہ ہے لاالٰہ۔ اور آگے ﴿إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي﴾ سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا وہی میرا ربّ ہے اور وہی میرا معبود ہے واحد یہ کیا ہے؟ الا اللہ۔ تو یہ ہے تفسیر لاالٰہ الا اللہ کی۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اور یہ بھی دلیل ہے اس آیت میں کہ صرف شرک سے نفرت نہیں کرنی، شرک سے برأت اور بیزاری کا مظاہرہ نہیں کرنا بلکہ شرک کرنے والوں سے بھی اگرچہ وہ کتنے ہی پیارے کیوں نہ ہوں کتنے ہی قریب کیوں نہ ہوں۔ اپنے والد سے اور کون زیادہ قریب ہو سکتا ہے لیکن سیدنا ابراہیم (علیہ الصلاۃ والسلام) نے جب شرک دیکھا انہیں نصیحت کی آگاہ کیا وہ باز نہ آئے تو یہ برأت کا اعلان کر رہے ہیں تا قیامت کہ اے اللہ تعالیٰ میں بَری ہو رہا ہوں اپنے باپ سے اس شرک کی وجہ سے تُو گواہ رہنا۔

اور ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی ہر مشرک سے بَری ہو جائیں اور توحید کی دعوت کو اس طریقے سے پھیلاتے رہیں تاکہ لوگ بھی اس شرک سے اور شرک کرنے والوں سے بیزار ہو جائیں اور بَری ہو جائیں (آمین)۔

دوسری آیت شیخ صاحب فرماتے ہیں"وقوله تعالیٰ" ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ﴾ (آل عمران:64) (کہہ دیجئے اے اہل کتاب) ﴿تَعَالَوْا﴾ (آؤ) ﴿إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ﴾ (اس کلمے اس لفظ کی طرف) ﴿بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (جو ہم دونوں کے بیچ میں یکساں ہے)۔ کون سا کلمہ ہے؟ ﴿أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ﴾ (کہ بے شک ہم عبادت نہ کریں سوائے اللہ تعالیٰ کے) ﴿وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا﴾

(اور ہم شرک نہ کریں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی چیز میں (اور کسی بھی چیز میں صرف پتھر درخت نہیں ہیں کسی بھی چیز میں ہر معبود شامل ہے چاہے پتھر ہو، درخت ہو، نبی ہو، ولی ہو، فرشتہ ہو، کوئی بھی ہو کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے)) ﴿وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (اور ہم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو ربّ نہ بنائے اللہ تعالیٰ کے سوا) ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ (اگر وہ منہ موڑ کر چلے جائیں) ﴿فَقُوْلُوا﴾ (پس تم لوگ یہ کہہ دو) ﴿اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (تم گواہی دو کہ ہم مسلمان ہیں)۔

اب اس آیت کریمہ میں دیکھیں کہاں ہے تفسیر لاالٰہ الا اللہ کی کون بتائے گا ﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا﴾؟ ﴿اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ تو واضح ہے۔ پہلی آیت میں تو واضح نہیں تھی کیونکہ پہلے میں مفہوم ہے، یہاں پر لفظ بھی وہی ہے۔

تو لاالٰہ الا اللہ کی تفسیر قرآن مجید میں دو طریقے سے آئی ہے، ایک اسی لفظ سے تفسیر آئی ہے لاالٰہ الا اللہ یعنی ﴿اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ اور دوسری اس کے مفہوم سے جیسا کہ ﴿اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ﴾۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اگلے درس میں ان شاءاللہ ہم بیان کریں گے "ودليل شهادة أن محمداً رسول الله" تفصیل سے بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ہماری ذرّیت کو اور سب مسلمانوں کو شرک بدعات اور خرافات سے نجات عطا فرمائے (آمین)۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾﴾

وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ اٰلِه وَصَحْبِه اَجْمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (شرح الاصول الثلاثۃ-درس نمبر-10) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔